السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

مسئلہ تقدیر کی کیا اصلیت ہے۔ اور کسب اور خلق میں کیا فرق ہے!یعنی جن اشخاص کو خدا نے دوزخی بنا دیا ہے۔ اوران کو اسی کے لئے پیدا کیا تو پھر ان پر کیا الزام ہے؟اور پھر ان سے انبیاء کی اتباع وتصدیق کا مطالبہ کرنا کیسے صیح ہوسکتا ہے؟

الجواب بعون الوهاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد لله، والصلاة والسلام علىٰ رسول الله، أما بعد!

مسئلہ تقدیر کی اصلیت دوچیزیں ہیں ایک علم ایک قدرت، علم اس طرح کہ بندے کو جب خدا نے پیدا کیا تو اس نے نیکی کرنی تھی یا بدی۔ اس کا علم اللہ تعالیٰ کو پہلے ہی تھا۔ سو اس کو لوح محفوظ کی صورت میں پہلے ہی لکھ دیا۔ لوگ جو کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے لکھا۔ اس لئے بندے نے کیا یہ غلط ہے بلکہ یوں کہنا چاہیئے کہ بندے نے جو کرنا تھا۔ اس لئے اللہ نے لکھا ہے۔ چنانچہ حدیث میں ہے قلم کو حکم ہوا کتب لکھ۔ قلم نے کہا ما اکتب،، (میں کیا لکھوں) حکم ہوا۔ اكتب القدر نكتب ماكان وماهو كائن الى الابد ترجمہ:۔ تقدیر لکھ!پس قلم نے جو کچھ ہو چکا تھا اور جو کچھ ہونا تھا لکھ دیا۔

بتلایئے:۔ اس میں اللہ کا کیا قصور؟ ہاں اگر اللہ کا لکھنا بندے کے لئے رکاوٹ ہوتی۔ تو پھر اعتراض کرنے والا اعتراض کرسکتا تھا۔ کہ بندے کا کیا قصور؟لیکن جب ایسا نہیں بلکہ بندے نے جو کچھ کرنا تھا قلم نے خدا کے حکم سے وہی لکھا۔ پھر اتنے پر بھی بندے کو نہیں پکڑا۔ بلکہ بندے نے جب فعل کرلیا اس وقت پکڑا۔ پس اب علم کے لحاظ سے کوئی اعتراض نہ رہا۔ زیادہ وضاحت کے لئے اس کو یوں سمجھئے کہ اگر بالفرض خدا کو علم نہ ہوتا تو۔ بھی بندے نے نیکی یا بدی کرنی تھی۔ تو اللہ کو علم ہونے سے کون سا جبر آگیا۔ رہا قدرت کاملہ، سو یہ نہایت نازک ہے بڑے بڑے عقلاء اس میں حیران ہیں۔ خدا تعالیٰ بندوں کو ہر طرح سے آزماتا ہے۔ بدنی آزمائشیں بھی آتی ہیں۔ عقلی بھی۔ تقدیر کا مسئلہ عقلی آزمائش ہے مگر اس کو ایسا بھی نہیں کیا کہ بالکل مبہم رکھا ہو۔ بلکہ ایمان کے لئے جس قدر ضرورت تھی اتنا پردہ اٹھا دیا۔ تفصیل اس کی یہ ہے کہ ہر مخالف موافق اس بات کو تسلیم کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر نقص و عیب سے پاک ہے اور یہ بھی ظاہر ہے کہ جبر جیسا کوئی نقص نہیں ایک تو اس میں حکمت کا خلاف ہے کہ خود ہی ایک فعل کرے اور اس پر سزا دے۔ دوسرے اس میں بندے کو ناحق تکلیف دینا ہے جس کو ادنیٰ سے ادنی عقل والا بھی اچھا نہیں سمجھتا۔ ایک کی جان دکھ میں ہو۔ دوسرے کا تماشہ، اور اس میں بھی شبہ نہیں کہ اللہ تعالیٰ قادر مطلق ہے۔ جس کا اثر اس کا خالق ہونا ہے۔ اگر بندہ بھی خالق ہو تو یہ شرک فیالربوبیت ہے جو بڑا شرک ہے پس معلوم ہوا کہ بندہ مجبور بھی نہیں اور مختار مطلق بھی نہیں۔ بلکہ اس کی حالت بین بین ہے۔ جس کو کسب اور اکتساب سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ پس ایمان کے لئے اتنی معرفت کافی ہے۔ کیونکہ ایمان کے لئے یہ ضروری نہیں کہ حقیقت شے کا علم ہو تب ایمان لائے۔ دیکھئیے روح کی حقیقت ہم نہیں جانتے لیکن اس کے آثار کی وجہ سے ہم مانتے ہیں۔ اسی طرح خدا کی ذات وصفات پر ہم ایمان رکھتے ہیں۔ لیکن کنہ وحقیقت کا علم نہیں ٹھیک اسی طرح کسب واکتساب کو سمجھ لینا چاہئیے۔ اس سے آگے بحث مین خیر نہیں۔ اسی لئے رسول اللہ ﷺ نے تقدیر مین بحث سے منع فرمایا ہے میرے ذہن میں اس کے متعلق بہت سے مضامین ہیں۔ کوئی موقع ہوا تو تفصیل ہوگی۔ ان شاء اللہ (فتاوی روپڑی جلد اول ص ۱۳۲، ۱۳۳)

هذا ما عندي والله أعلم بالصواب

[فتاوی علمائے حدیث]()

جلد 10 ص 51

محدث فتویٰ